ڈاکٹر عابدہ علی خواجہ

اسلام کے عہدِ اوّل میں مسلمان خواتین کی علمی خدمات

بدقسمتی سے ہمارے پاس زمانۂ جاہلیت کے تعلیمی معاملات کے متعلق بہت کم معلومات محفوظ ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس زمانے میں وہاں لکھنے کا زیادہ رواج نہ تھا، علاوہ ازیں بے شمار کتابیں ہلاکو خاں وغیرہ نے بغداد اور قرطبہ اور دیگر مقامات پر اس زمانے میں تباہ کر دیں جب کہ ابھی فنِ طباعت ایجاد نہیں ہوا تھا۔ اس دشواری کے باوجود جو کچھ تھوڑا بہت مواد ہم تک پہنچا ہے، اس کی مدد سے زمانۂ جاہلیت کی تعلیمی حالت کا پتا چلتا ہے، جس سے ہمیں حیرت ہوتی ہے اور اس قوم کے متعلق رشک آتا ہے جو اَن پڑھ ہونے پر اتراتی تھی۔[1]

قبیلہ ہذیل میں ایسے مدرسے موجود تھے، جو چاہے کتنے ہی ابتدائی نوعیت کے کیوں نہ ہوں، ان میں لڑکے اور لڑکیاں تعلیم پانے جاتے تھے۔[2]

ابنِ ندیم کا بیان ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ:

اس زمانے میں مکے کی علم دوستی کا سلسلہ بڑا بلند تھا۔ "سبع معلقات" مکے ہی میں کعبۃ اللہ کے دیوار میں لٹکائے جاتے رہے، اور اس اعزاز و امتیاز نے ان سات نظموں کو عربی ادبیات میں ایک لافانی زندگی عطا کر دی ہے، ورقہ بن نوفل مکے کا باشندہ تھا، اس نے زمانۂ جاہلیت میں تورات اور انجیل کو عربی میں منتقل کیا تھا، یہ مکے والے ہی تھے، جنھوں نے عربی زبان کو سب سے پہلے تحریری زبان کی حیثیت عطا کی تھی۔[3]

"دار ارقم" حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے مکان کو جو داب الحجر میں واقع تھا، سب سے پہلی تربیت گاہ قرار دیا جا سکتا ہے، دار ارقم کے بعد شعب ابی طالب کو بھی تربیت گاہ سے تعبیر کرنا چاہیے، جہاں صفر، نبوی سے ۱۰ نبوی تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے متبعین محصور رہے۔ ہجرت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ دس مہینے ابو ایوب انصاری کے مکان پر قیام فرمایا۔ ثبوت میں اسے دوسری تربیت گاہ کہنا چاہیے[۴] مدینے میں اسلامی ریاست کے قیام کے بعد مسجد نبوی قائم ہو گئی تھی، مدینے میں مسجد نبوی واحد درس گاہ تھی، جس کے ساتھ ہی اقامتی درس گاہ دار القراء بھی تھی، جہاں تعلیم کا انتظام تھا[۵] اسلام دنیا کا سب سے پہلا مذہب ہے، جس نے مردوں کی طرح عورتوں کے لیے بھی تعلیم حاصل کرنا فرض قرار دیا۔

چونکہ اسلام کا مقصد عورت کی معاشرتی حیثیت کو بلند کرنا تھا، لہذا اسلام نے معاشرتی مراتب کے حصول کے لیے عورتوں کو پورا حق دیا کہ وہ علم دین کی تعلیم حاصل کریں۔

ارشاد نبوی ہے:

فان طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم[۶]

علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

اس پر سالم البہنساوی فرماتے ہیں:-

وھذا یشتمل النساء ۔۔۔ وان المراۃ والرجل فی دین اللہ و علمہ سواء ۔۔۔ قال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انما النساء شقائق الرجال[۷]

یہ حکم عورتوں کو بھی شامل ہے ۔۔۔ اور عورت اور مرد اللہ کے دین اور اُس کے علم کے حصول میں یکساں ہیں ۔۔۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ "عورتیں مردوں ہی کی طرح انسان ہیں"

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلم خواتین بھی کثیر تعداد میں آنحضرت کی مجالس وعظ و تعلیم میں حاضر ہوتے اور آپ کی تعلیمات سے مستفید ہونے لگیں۔ جب حضور نے محسوس فرمایا

کہ خواتین یہاں کما حقہ استفادہ نہیں کر سکتیں تو ان کے لیے ایک دن مقرر فرما دیا ، اس دن آپ خواتین کے سوالات کا جواب دیتے اور ان کے حالات کے مطابق انھیں وعظ و نصیحت فرماتے [8]

پھر یہ ہوا کہ تھوڑے سے ہی عرصے میں تعلیم یافتہ خواتین کی بہت بڑی کھیپ تیار ہوگئی ، اس کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ مختلف کتابوں میں اسلام کے قرونِ اولیٰ کی پندرہ سو تینتالیس محدثات خواتین کا ذکر کیا گیا ہے [9]

مُسلم خواتین کی اسلامی عہد میں علمی ترقی

مسلم خواتین کے متعلق معاشرتی و تعلیمی پالیسی اور جدوجہد کا نتیجہ یہ ہوا کہ خواتین ہمہ قسم کے حقوق سے بہرہ اندوز ہوتے اور اپنے حقوق میں مداخلت پر خلیفہ تک کو ٹوکنے کی جرأت کر سکتی تھیں ۔ اب بہت بڑی تعداد میں نہ صرف وہ لکھنے پڑھنے کے قابل ہوگئی تھیں ، بلکہ بعض تو علم و فضل کے اس مقامِ رفیع پر فائز ہوگئی تھیں کہ بہت سے مشہور علماء سے بھی سبقت لے گئیں ——— صحابیات کی صفوں میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی شامل تھیں ، چنانچہ اسلام کے ابتدائی عہد میں خواتین کا سب سے پہلا مرکز حضرت عائشہ کی درس گاہ تھا [10]

مسائلِ شرعیہ جو امت تک پہنچے ان کے ابلاغ میں اکیلی حضرت عائشہ کا اتنا حصہ ہے کہ بقول ابن حجر :-

فاكثر الناس الأخذ عنها ، و نقلوا عنها من الاحكام و الآداب شيئا كثيرا حتى قيل ان ربع الاحكام الشرعية منقول عنها رضى الله عنها -[11]

اکثر لوگوں نے اُن سے علم حاصل کیا اور دین کے احکام و آداب کا کثیر حصّہ اُن سے نقل کیا ، یہاں تک کہ کہا گیا کہ شرعی احکام کا ایک چوتھائی حصّہ ان ہی سے مروی ہے [12]

حافظ ابن حجر عسقلانی تہذیب التہذیب میں فرماتے ہیں :-

وقال الزهرى لو جمع علم عائشة الى علم جميع ازواج النبى صلى الله

علیہ وآلہ وسلم و علم جمیع النساء لکان علم عائشۃ افضل ۔

ما اشکل علینا اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امر قط نسائلنا عنہ عائشۃ إلا وجدنا لہا منہ علما[۱۲]

امام زہری کہتے ہیں کہ اگر تمام ازواج نبیؐ اور جملہ عورتوں کا علم جمع کیا جائے تو بھی حضرت عائشہ رضؓ کا علم ان سب سے بڑھ کر ہے۔

صحابہ کرام کو جن مسائل میں کوئی مشکل پیش آتی وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آتے تو انھیں ان کا حل مل جاتا۔

عبد الحی بن العماد الحنبلیؒ فرماتے ہیں :۔

ما جالست أحداً قط أعلم بقضاء ولا بحدیث بالجاہلیۃ ولا أروی لاشعر ولا أعلم بفریضۃ ولا طب من عائشۃ رضی اللہ تعالی عنہا[۱۳]

میں نے کوئی ایسا عالم نہیں دیکھا جو قضا، واقعاتِ جاہلیہ، اشعارِ عرب، علم فرائض اور طب میں اُم المومنین عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کے برابر ہو۔

عمر رضا کحالہ ایک قول نقل کرتے ہیں ۔

ما رأیت أحداً اعلم بالقرآن ولا بفرائضۃ ولا بحلال ولا بحرام ولا بشعر ولا بحدیث العرب ولا بنسب من عائشۃ رضی اللہ تعالی عنہا[۱۴]

یعنی راوی کہتا ہے ۔

میں نے قرآن مجید کے احکام اور حلال وحرام، شاعری، تاریخ عرب اور انساب میں عائشہ سے بڑھ کر کسی کو عالم نہیں دیکھا ۔

حافظ ابن حجر العسقلانی فرماتے ہیں :۔

کانت عائشۃ افقہ الناس وأعلم الناس وأحسن الناس رأیاً فی العامۃ وقال ھشام بن عروۃ عن ابیہ ما رأیت أحداً اعلم بفقہ ولا بطب ولا شعر من عائشۃ ۔[۱۵]

حضرت عائشہ رضؓ لوگوں میں سب سے بڑی فقیہ، عالمہ اور صاحب الرائے تھیں ۔

ہشام بن عروہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا کہ میں نے کسی کو فقہ، طب اور شاعری میں حضرت عائشہؓ سے بڑھ کر نہیں دیکھا۔

عمر رضا کحالہ تہذیب التہذیب کے حوالے سے لکھتے ہیں:

ان عائشة كانت فقيهة جداً حتى قيل ان ربع الأحكام الشرعية منقول عنها۔[16]

حضرت عائشہ بہت بڑی فقیہ تھیں، یہاں تک کہا گیا ہے کہ شریعت کے احکام کا ایک چوتھائی حصہ اُنہی سے منقول ہے۔

معاملہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تک ہی محدود نہیں، اُمہات المومنین اور صحابیات کی ایک بڑی تعداد علم و فضل کے بلند پایہ مقام کی حامل تھیں، چنانچہ جہاں حضرت عائشہ کے تلامذہ حدیث اور فقہ و فتاوی میں سے دوسو سے زیادہ کے ناموں کا پتا چلتا ہے وہاں حضرت اُم سلمہؓ کے بھی ۳۲ تلامذہ کا ذکر ملتا ہے، حضرت ام درداءؓ کے متعلق تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے، کہ:

كانت ام درداء تجلس فى صلوتها جلسة الرجل وكانت فقيهة[17]

اُم درداءؓ اپنی نماز میں مردوں کی طرح جلسہ میں بیٹھتی تھیں اور وہ فقیہ تھیں۔

حضرت فاطمہ بنتِ قیس کے مرتبہ علم و فضل کو یوں بیان کیا گیا ہے کہ وہ حضرت عمرؓ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک فقہی مسئلے پر عرصے تک بحث کرتی رہیں، لیکن وہ ان کی رائے نہیں بدل سکے، اس سے بھی آگے یہ کہ اُمت کے بہت سے ائمہ نے انہی کی رائے کو ترجیح دی۔" واتفقوا على وصفها بالفقه والعقل والفهم والجلالة[18]

یعنی لوگوں نے ان کے فقہ و عقل اور فہم و بزرگی پر اتفاق کیا ہے۔

مجموعی اعتبار سے اگر ہم صحابیات کی علمی ترقی اور اُن کے درس و تدریس کا جائزہ لینا چاہیں تو تذکرہ نگاروں کے ان دو اقوال کو پیش نگاہ رکھنا چاہیے۔

والذين حُفظت عنهم الفتوى من أصحاب رسول الله صلى الله عليه و

آلہ وسلم مائۃ ونیف وثلاثون نفساً، مابین رجل وامرأۃ [19]

یعنی صحابہ کرام میں سے جن حضرات نے ان کے فتاوے کو محفوظ کیا ان کی تعداد ایک سو تیس سے زیادہ ہے جن میں مرد بھی شامل ہیں اور عورتیں بھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جن اصحاب کے فتاویٰ محفوظ ہیں، ان کی تعداد ایک سو تیس سے کچھ زیادہ ہے، ان میں مرد بھی ہیں، اور عورتیں بھی، جن میں سات اشخاص ایسے ہیں کہ بقول ابن حزم ان کے فتاوی کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ اگر انھیں اکٹھا کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب مرتب ہو سکتی ہے۔ ان میں عمر بن الخطاب رض، علی بن ابی طالب رض، عبد اللہ بن مسعود رض، اُم المومنین عائشہ، زید بن ثابت رض، عبد اللہ بن عباس رض، عبد اللہ بن عمر رض کے اسمائے گرامی شامل ہیں [20]

اصحابِ افتا صحابہ کی دوسری صف میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہم کے دوش بدوش حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی موجود ہیں، ان میں سے ہر ایک کے فتاوی سے ایک رسالہ مرتب کیا جا سکتا ہے۔

تیسرا گروہ ان اصحاب کا ہے، جنھوں نے بہت کم فتوے دیے ہیں، ان میں حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ابوذر رض غفاری رض، ابوعبیدہ رض وغیرہم کے ساتھ اُم عطیہ رض، حضرت حفصہ رض، حضرت ام حبیبہ رض، حضرت صفیہ رض، لیلی بنت قائم رض، اسماء بنت ابی بکر رض، اُم شریک رض، خولاء بنت تویت رض، ام درداء رض، عاتکہ بنت زید رض، سہلہ بنت سہیل رض، حضرت جویریہ رض، حضرت میمونہ رض، حضرت فاطمۃ الزہراء رض، فاطمہ بنت قیس رض، ام سلمہ رض، زینب بنت اُم سلمہ رض، اُم ایمن، اُم یوسف رض اور غامدیہ رض شامل ہیں [21]

عبد الحی بن العماد کہتے ہیں:

قال ابن عمر رض ۔۔۔ عائشۃ الفان و مائتان وعشرۃ [22]

یعنی حضرت عبد اللہ بن عمر کا فرمان ہے کہ ان میں سے صرف حضرت عائشہ کی روایات کی تعداد دو ہزار دو سو دس ہے۔

جن کی روایات کی تعداد دو ہزار یا دو ہزار سے زیادہ ہے، حضرت عائشہ اس طبقے میں شامل ہیں۔

جن کی روایات کی تعداد سو سے زیادہ مگر پانچ سو سے کم ہے، ان میں حضرت اُم سلمیٰ رض شامل ہیں۔

جن کی روایات کی تعداد چالیس یا سو ہے، ان میں اُمہات المومنین حضرت اُم حبیبہ، میمونہ، اور صفیہ رضی اللہ عنہن کے ساتھ بہت سی صحابیات شامل ہیں۔

جن کی روایات کی تعداد چالیس یا اس سے بھی کم ہے، اس طبقے میں صحابیات کی بہت بڑی تعداد شامل ہے، جن میں حضرت فاطمہ بنتِ قیس رض، ربیع بنتِ مسعود رض، اُم قیس رض وغیرہ کے اسمائے گرامی قابلِ ذکر ہیں۔[۲۳]

حواشی

۱۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ: عہد نبوی کا نظام تعلیم، بحوالہ نقوش رسول نمبر، جلد چہارم، ص ۱۱۵، ۱۱۶۔

۲۔ نقوش رسول نمبر، جلد چہارم، ص ۱۱۷۔ " زمانہ جاہلیت میں عربی زبان میں لکھنے پڑھنے کی چیزوں کے لیے بڑی کثرت سے الفاظ ملتے ہیں، چنانچہ صرف قرآن مجید میں، حسب ذیل الفاظ کا ذکر ہوا ہے:۔

قرطاس (کاغذ) قلم، مسطور، مستطر، مکتوب، یملل (لکھنے) کے معنی میں مختلف الفاظ پائے جاتے ہیں۔ اس طرح کی بنیادوں پر علوم و فنون کی وہ بلند عمارتیں بعد میں زمانۂ اسلام کے عربوں نے کھڑی کیں، جن پر پورے کرۂ ارض کی علمی دنیا فخر کر سکتی ہے۔ (نقوش رسول نمبر، جلد چہارم، ص ۱۱۷)۔

۳۔ ابن الندیم: الفہرست، ص ۷۔

۴۔ منشی عبدالرحمٰن خان: اسلام کا نظام تعلیم، ۱۹۸۳ء، پبلشرز سید احمد خان ص ۱۷۷) غیلان بن ثقفی کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ وہ ہفتے میں ایک دن علمی جلسہ منعقد کرتا تھا، جس میں نظمیں پڑھی جاتی تھیں، اور ان پر تنقید ہوتی تھی۔ مدینہ منورہ کے یہودیوں نے ایک ادارہ بیت المدارس قائم کر رکھا تھا، جس کی حیثیت نیم عدالتی

اور نیم تعلیمی ادارے کی تھی۔ اسلام کے آغاز تک اس کا پتا چلتا ہے۔
(نقوش رسول نمبر، جلد چہارم، ص ۱۱۷)۔

۵ انسائیکلو پیڈیا آف اسلام (انگریزی) ۱۹۳۶۔ جلد ۳۔ ص ۳۳۶

۶ ابن ماجہ: باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم،
مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، الجزء الاوّل، کتاب العلم، باب فی طلب العلم، ص ۱۲۴
مرکز المرأۃ فی الاسلام، ص ۴۳۔

۷ سالم البھنساوی: مکان المرأۃ بین الاسلام والقوانین العالیہ، باب حق العلم والعمل۔

۸ صحیح بخاری، الجزء الاوّل، باب ھل یجوز للنساء یوم علی حدہ فی العلم۔
التعلیم عند القالبی، ص ۸۷، بحوالہ ڈاکٹر احمد شلبی، اسلامی عہد میں تعلیم نسواں،
بحوالہ نقوش رسول نمبر، جلد چہارم، ص ۱۰۸
سید سلیمان ندوی: سیرت عائشہ، ۱۹۸۰ء، کراچی، ص ۳۶

۹ نقوش رسول نمبر، جلد چہارم، ص ۱۰۹۔

۱۰ منشی عبدالرحمٰن خاں: اسلام کا نظام تعلیم، ص ۱۸۳

۱۱ فتح الباری شرح صحیح البخاری، الجزء السابع، ص ۱۰۷

۱۲ تھذیب التھذیب، المجلد الثانی عشر، ص ۴۳۵

۱۳ عبدالحی بن العماد: شذرات الذھب فی اخبار من ذھب، الجزء الاوّل، ص ۶۳۔

۱۴ اعلام النساء، الجزء الثالث، ص ۱۰۵

۱۵ شہاب الدین ابوالفضل احمد بن علی بن حجر العسقلانی: تھذیب التھذیب،
الجزء الثانی عشر، ص ۴۳۵

۱۶ اعلام النساء، الجزء الثالث، ص ۱۰۶

۱۷ عورت اسلامی معاشرہ میں، ص ۱۲۷

۱۸ ایضاً ص ۱۲۸

۱۹ اعلام الموقعین، الجزء الاوّل، ص ۱۲۔

۲۰ه عبدالحی ابن العماد : شذرات الذهب فی اخبار من ذہب ، ص ۶۲ ۔

۲۱ه الف ۔ اعلام الموقعین ، الجزء الاوّل ، ص ۱۲ ، ۱۳ ۔ فهؤلاء ثلاثة عشر یمکن ان یجمع من فتیا کل واحد منهم جزء صغیر جداً ۔

ب ۔ اعلام النساء الجزء الثالث ، ص ۱۶۶ ویمکن ان یجمع من فتوی کل واحد منهم سفر ضخیم ۔

۲۲ه شذرات الذہب فی اخبار من ذہب ، الجزء الاوّل ، ص ۶۳ ۔

۲۳ه شذرات الذہب ، الجزء الاوّل ، ص ۶۳

(۱۸۸) الف ۔ تہذیب التہذیب ، المجلد الثانی عشر ، ص ۴۳۳ ۔ ۴۳۴

ب ۔ عورت اسلامی معاشرہ میں ، ص ۱۳۶ ، ۱۳۷